



امام محمد باقر علیہ السلام

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (57-114ھ)، امام محمد باقرؑ کے نام سے مشہور شیعوں کے پانچویں امام ہیں۔ آپ کا مشہور لقب باقر ہے جسے حدیث لوح کے مطابق رسول اللہؐ نے آپ کی ولادت سے پہلے آپکو دیا ہے۔ آپ کی مدت امامت 19 برس تھی۔ (95ھ تا 114ھ)۔ آپ کی امامت بنی امیہ کے پانچ خلیفوں ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک و ہشام بن عبدالملک کے دور میں رہی۔ 57 سال کی عمر میں 7 ذوالحجہ 114ھ کو شہادت پاگئے۔ بعض کا کہنا ہے کہ ہشام بن عبدالملک اور بعض کے مطابق ابراہیم بن ولید آپ کی شہادت کا سبب بنے۔ آپ واقعہ عاشورا کے دوران کم سن تھے اور چشم دید گواہ بھی ہیں۔ باقر العلوم، علم زہد اور عظمت و فضیلت میں بنی ہاشم کی عظیم شخصیات میں سے ایک تھے۔ آپ سے مختلف موضوعات پر احادیث نقل ہوئی ہیں جن میں فقہ، توحید، سنت نبوی، قرآن اور اخلاق جیسے موضوعات قابل ذکر ہیں اپنے زمانے میں تشیع کے فروغ کے لئے مناسب تاریخی حالات کو دیکھتے ہوئے آپ نے عظیم شیعہ علمی تحریک کا آغاز کیا جو آپ کے فرزند ارجمند امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں اپنے عروج کو پہنچ گئی۔ آپ کے شاگرد اور صحابی کی تعداد کو 462 نفر ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کے دورہ امامت میں اخلاق، فقہ، کلام و تفسیر جیسے موضوعات میں شیعوں کا نظریہ تحریر ہونا شروع ہوا۔ امام باقرؑ کے بارے میں بہت ساری کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں عزیز اللہ عطاردی کی کتاب مسند الامام الباقر سر فہرست ہے۔

سوانح حیات

امام محمد باقرؑ امام سجاد اور فاطمہ بنت حسنؑ کے بیٹے ہیں۔ [1] چونکہ آپ کا نسب امام حسنؑ اور امام حسینؑ تک پہنچتا ہے اس لئے آپ کو ہاشمی بین ہاشمیین، علوی بین علویین و فاطمی بین فاطمیین کا لقب دیا گیا ہے۔ [2] حدیث لوح کے مطابق جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے آپؑ کی ولادت سے پہلے آپ کا نام محمد اور لقب باقر رکھا تھا۔ [3] آپ کے دیگر القاب میں «باقرالعلم»، «شاکر»، «ہادی» اور «امین» قابل ذکر ہیں؛ [4] جبکہ آپ کا مشہور ترین لقب باقر ہے جس کے معنی علم و دانش کا سینہ چاک کر کے اس کے راز و رمز تک پہنچنے والے (شکافتہ کرنے والا) کے ہیں۔ [5] یعقوبی رقمطراز ہے: آپ کو اس سبب سے باقر کا نام دیا گیا کہ آپ نے علم کو شکافتہ کیا۔ [6] شیخ مفید کے مطابق امام محمد باقرؑ علم اور زہد میں اپنے تمام بھائیوں میں افضل اور قدر و منزلت میں سب سے اعلیٰ تھے اور سب اس عظمت کے معترف تھے۔ [7] آپ کی مشہور کنیت «ابو جعفر» ہے۔ [8] حدیث کے منابع میں آپ کو غالباً ابو جعفر اول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تاکہ ابوجعفر ثانی (امام جوادؑ) سے اشتباہ نہ ہو جائے۔ [9]

ولادت اور شہادت

امام محمد باقرؑ بروز جمعہ یکم رجب المرجب سنہ 57 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ [10] گوکہ بعض منابع میں آپ کی تاریخ ولادت اسی سال 3 صفر بروز منگل ثبت کی گئی ہے۔ [11] کم سنی کے عالم میں آپ واقعہ کربلا میں شریک تھے۔ [12]

امام باقرؑ 57 سال کی عمر میں [13] 7 ذی الحجہ سنہ 114 ہجری کو شہید ہوئے۔ [14] البتہ بعض منابع میں ذی الحجہ کی جگہ ربیع الاول یا ربیع الثانی کا نام لیا گیا ہے۔ [15] امام محمد باقرؑ کی شہادت کے سلسلے میں دوسرے اقوال بھی تاریخ کے صفحات پر درج ہیں جن میں آپ کی شہادت 115ھ، 116ھ اور 118ھ کو قرار دیا گیا ہے۔ [16]

امام محمد باقرؑ کی شہادت ہشام بن عبد الملک کے دور خلافت میں واقع ہوئی: [17] چونکہ ہشام سنہ 105 ہجری سے 125 ہجری تک بر سر اقتدار رہا، [18] اور امام محمد باقرؑ کی شہادت کے سلسلے میں مورخین نے جن تاریخوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے آخری سال 118 ہجری ہے۔ [حوالہ درکار] امام محمد باقرؑ کو کس شخص یا کن اشخاص نے قتل کیا؟ اس سلسلے میں مؤرخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے لکھا ہے کہ آپ کو شہید کرنے میں ہشام بن عبد الملک براہ راست ملوث تھے۔ [19] بعض کا قول ہے کہ آپ کا قاتل ابراہیم بن ولید بن عبد الملک بن مروان ہے جس نے امام کو مسموم کیا۔ [20]

امام محمد باقرؑ نے وصیت کی تھی کہ آپ کو اسی لباس میں دفن کیا جائے جس میں آپ ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ [21] آپ امام سجادؑ اور امام حسنؑ کے ساتھ قبرستان بقیع میں مدفون ہیں۔ [22] امام نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ آپ کے اموال میں سے دس سال تک منا میں آپ کے لئے مجلس عزا برپا کی جائے۔ [23]

ازواج اور اولاد

تاریخی منابع کے مطابق امام باقرؑ کی تین بیویاں اور سات اولاد تھیں: [24]

دورہ امامت

امام محمد باقرؑ سنہ 95 ہجری میں اپنے والد ماجد امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی شہادت کے بعد منصب امامت پر فائز ہوئے [25] اور سنہ 114 ہجری تک اس منصب پر فائز رہے۔ [26] رسول اکرمؐ سے منقول جن احادیث میں امام سجادؑ کی امامت کے بعد آپ کی امامت کی طرف اشارہ ہوا ہے وہ آپ کی امامت کی دلیل شمار ہوتی ہیں۔ [27] امام زین العابدینؑ بھی آپ کو زیادہ اہمیت دیتے تھے تو اس بارے میں آپ

سے دریافت کیا کہ آپ محمد باقر پر اس قدر توجہ کیوں دیتے ہیں اس خصوصی توجہ کا راز کیا ہے تو امام سجادؑ نے فرمایا: اس کا سبب یہ ہے کہ امامت ان کے فرزندوں میں باقی رہے گی حتیٰ کہ حضرت ہمارے قائم قیام کریں اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے؛ چنانچہ وہ امام بھی ہیں اور اماموں کے باپ بھی۔ [28] ہم عصر خلفا

امام باقرؑ کا عہد امامت درج ذیل پانچ اموی خلفا کے ہمزمان تھا:

ولید بن عبدالملک (86 تا 96) ہجری
 سلیمان بن عبدالملک (96 تا 99) ہجری
 عمر بن عبدالعزیز (99 تا 101) ہجری
 یزید بن عبدالملک (101 تا 105) ہجری
 ہشام بن عبدالملک (105 تا 125) ہجری

اعیان الشیعہ میں ذکر ہوا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے امام باقرؑ کی تجویز سے اسلامی سکھ رائج کیا۔ [29] اس سے پہلے خرید و فروخت رومی سکوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ اور چونکہ یہ ماجرا امام زین العابدینؑ کے دور میں واقع ہوا، اس لئے بعض نے اس کو امام سجاد سے منسوب کیا ہے جبکہ بعض کا کہنا ہے امام باقرؑ نے امام سجادؑ کے حکم سے یہ تجویز دی تھی۔ [30] علمی تحریک

سنہ 94 ہجری سے 114 ہجری تک کا زمانہ فقہی مسالک کی ظہور پذیری اور تفسیر قرآن کے سلسلہ میں نقل حدیث کے عروج کا زمانہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس دور میں بنی امیہ کی سلطنت زوال کی طرف سرکنے لگی تھی اور کافی حد تک کمزور ہو چکی تھی۔ اس زمانے میں اموی بزرگوں کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی زوروں پر تھی۔ اہل سنت کے علماء میں سے شہاب زہری، مکحول، ہشام بن عروہ وغیرہ جیسے افراد نقل حدیث کا اہتمام کرتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے۔ اور بعض دوسرے افراد اپنے عقائد کی ترویج میں مصروف تھے؛ جن میں خوارج، مرجئہ، کیسانہ اور غالی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

امام باقرؑ نے اس دور میں وسیع علمی تحریک کی بنیاد رکھی جو آپ کے فرزند ارجمند امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادقؑ کے دور میں عروج کو پہنچی۔ آپ علم، زہد اور فضیلت میں اپنے دور کے ہاشمی بزرگوں میں سر فہرست تھے اور علم دین، سنت، علوم قرآن سیرت اور فنون اخلاق و آداب جیسے موضوعات میں جس قدر حدیثیں اور روایات آپ سے منقول ہیں وہ امام حسن اور امام حسین کے کسی بھی دوسرے فرزند سے نقل نہیں ہوئی ہیں۔ [31]

شیعہ فقہی احکام - اگر چہ - اس وقت تک صرف اذان، تقیہ، نماز میت وغیرہ جیسے مسائل کی حد تک واضح ہوچکے تھے لیکن امام باقرؑ کے ظہور کے ساتھ اس سلسلے میں نہایت اہم قدم اٹھائے گئے اور ایک قابل تحسین علمی و ثقافتی تحریک شیعان آل رسولؐ کے درمیان شروع ہوئی۔ اسی زمانے میں اہل تشیع نے - فقہ، تفسیر اور اخلاق پر مشتمل - فرہنگ کی تدوین کا کام شروع کیا۔ [32]

امام باقرؑ نے اصحاب قیاس کی دلیلوں کو شدت سے رد کر دیا۔ [33] اور دیگر منحرف اسلامی فرقوں کے خلاف بھی سخت موقف اپنایا اور یوں مختلف موضوعات میں اہل بیتؑ کے صحیح اعتقادی دائرے کو واضح اور الگ کرنے

کی (کامیاب) کوشش کی۔ آپ نے خوارج کے بارے میں فرمایا: "خوارج نے اپنی جہالت کے بموجب عرصہ حیات اپنے لئے تنک کر دیا ہے، دین اس سے کہیں زیادہ نرم و ملائم اور لچکدار ہے جو وہ سمجھتے ہیں۔ [34] امام باقرؑ کی علمی شہرت - نہ صرف حجاز میں بلکہ - حتیٰ کہ عراق اور خراسان تک بھی پہنچ چکی تھی؛ چنانچہ راوی کہتا ہے: میں نے دیکھا کہ خراسان کے باشندوں نے آپ کے گرد حلقہ بنا رکھا ہے اور اپنے علمی سوالات آپ سے پوچھ رہے ہیں۔ [35] اگلی سطور میں اختصار کے ساتھ مختلف موضوعات (علم و سائنس کے شعبوں) میں امامؑ کی علمی میراث کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے:

تفسیر

امامؑ نے اپنے اوقات کا ایک حصہ تفسیری موضوعات و مباحث کے لئے مختص کر رکھا تھا اور تفسیری حلقہ تشکیل دے کر علماء اور عام لوگوں کے سوالات و اعتراضات کا جواب دیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ امام باقرؑ نے تفسیر قرآن میں ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی جس کی طرف محمد بن اسحق ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں بھی اشارہ کیا ہے۔ [36] امامؑ قرآن کی شناخت و معرفت کو اہل بیت تک محدود سمجھتے تھے کیونکہ وہ محکمت کو متشابہات اور ناسخ و منسوخ سے تمیز دینے کی قوت رکھتے ہیں؛ اور ایسی خصوصیت اہل بیتؑ کے سوا کے پاس بھی نہیں پائی جاسکتی۔ اسی بنا پر آپ نے فرمایا ہے: کوئی بھی چیز تفسیر قرآن کی مانند لوگوں کی عقل سے دور نہیں ہے؛ کیونکہ ایک آیت کا آغاز متصل ہے ایک مسئلے کے بارے میں، اور یہ کلام متصل کئی وجوہ کی طرف لوٹا جاتا ہے۔ [37]

حدیث

امام باقرؑ نے احادیث نبوی کو خاص شکل میں توجہ اور اہمیت دی تھی حتیٰ کہ جابر بن یزید جعفی نے آپ سے رسول اللہؐ کی ستر ہزار حدیثیں نقل کی ہیں؛ جیسا کہ ابان بن تغلب اور دوسرے شاگردوں نے اس عظیم ورثے میں سے بڑے مجموعے نقل کئے ہیں۔ امامؑ نے صرف نقل حدیث اور ترویج حدیث ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے اصحاب کو فہم حدیث اور ان کے معانی کے سمجھنے کے اہتمام کرنے کی پر بھی ترغیب دلائی ہے۔ مثلاً آپ نے فرمایا ہے:

ہمارے پیروکاروں کے مراتب کو احادیث اہل بیت نقل کرنے اور ان کی معرفت و ادراک کی سطح دیکھ کر پہچانو، اور معرفت در حقیقت روایت کو پہچاننے کا نام ہے اور یہی درایۃ الحدیث ہے، اور روایت کی درایت و فہم کے ذریعے مؤمن ایمان کے اعلیٰ درجات پر فائز ہوجاتا ہے۔ [38]

کلام

امام باقرؑ کے زمانے میں مناسب مواقع فراہم ہوئے، حکمرانوں کی طرف سے دباؤ اور نگرانی میں کمی آئی اور یوں مختلف عقائد و افکار کے ظاہر و نمایاں ہونے کے اسباب فراہم ہوئے اور یہی آزاد فضا بھی معاشرے میں انحرافی افکار کے وجود میں آنے کا سبب بنی۔ ان حالات میں امامؑ کو درست اور حقیقی شیعہ عقائد کی تشریح، باطل عقائد کی تردید کے ساتھ ساتھ متعلقہ شبہات و اعتراضات کا جواب بھی دینا پڑ رہا تھا؛ چنانچہ آپؑ ان امور کے

تناظر میں ہی کلامی (و اعتقادی) مباحث کا اہتمام کرتے تھے؛ "ذات پرودگار کی حقیقت کے ادراک سے عقل انسانی کی عاجزی" [39] اور "واجب الوجود کی ازلیت" [40] وغیرہ ان ہی مباحث میں سے ہیں۔

امام کی دیگر موارث بھی ہم تک پہنچی ہیں جیسے فقہی میراث [41] اور تاریخی میراث [42] وغیرہ۔
امام کے مناظرات

امام باقرؑ کی علمی سرگرمیوں میں مختلف موضوعات پر مختلف افراد کے ساتھ مناظرات بھی شامل تھے۔ آپ کے بعض مناظرات کی فہرست کچھ یوں ہے:

عیسائی عالم (Bishop) کے ساتھ امام باقرؑ کا مناظرہ

حسن بصری کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ

ہشام بن عبدالملک کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ

محمد منکدر کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ

نافع بن ازرق کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ

عبدالله بن معمر لیثی امام محمد باقرؑ کا مناظرہ

قتادہ بن دعامہ کے ساتھ امام محمد باقرؑ کا مناظرہ

اسرائیلیات کے خلاف جدوجہد

اس زمانے میں اسلامی معاشرے کے اندر سرگرم اور معاشرتی تہذیب و ثقافت پر گہرے اثرات مرتب کرنے والے گروہوں میں سے ایک گروہ یہودیوں کا گروہ تھا۔ بعض یہودی احبار جو بظاہر مسلمان ہو گئے تھے اور بعض وہ جو اپنے دین پر ثابت قدم تھے، اسلامی معاشروں میں پھیل گئے تھے اور مسلمانوں کے ایک سادہ لوح طبقے کی علمی مرجعیت کے حامل تھے۔ یہود اور اسلامی معاشرے میں ان کے القائات اور تبلیغات کے خلاف علمی جدوجہد اور انبیاء کے بارے میں یہودیوں کی بنائی ہوئی جھوٹی حدیثوں اور انبیاء کا چہرہ مخدوش کرنے والے مسائل کی تردید امام محمد باقرؑ کی علمی تحریک میں خاص طور پر نمایاں ہے۔ یہاں ہم بعض نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

زرارہ نقل کرتے ہیں: میں امام باقرؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور امامؑ نے، جو کعبہ کی طرف رخ کر کے بیٹھے تھے، کہا: "بیت اللہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔" اسی حال میں عاصم بن عمر نامی شخص بھی امامؑ کے پاس آیا اور کہا: "کعب الاحبار کہتا ہے: إِنَّ الْكَعْبَةَ تَسْجُدُ لِبَيْتِ الْمَقْدَسِ فِي كُلِّ عِدَاةٍ (ترجمہ: "کعبہ ہر صبح بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتا ہے۔"

امام نے فرمایا: کعب الاحبار کے اس قول کے بارے میں تمہاری اپنی رائے کیا ہے؟

عاصم نے کہا: کعب کی بات صحیح ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا: "كَذِبَتْ وَ كَذَبَ الْاَحْبَارُ مَعَكَ"۔ (ترجمہ: تم بھی جھوٹ بول رہے ہو اور کعب الاحبار بھی جھوٹ بول رہا ہے)۔ اس کے بعد امامؑ شدید غضب کی حالت میں فرمایا: "مَا خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بُقْعَةً فِي

الْأَرْضِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْهَا... (ترجمہ: خداوند متعال نے زمین پر کوئی بھی بقعہ (یعنی ممتاز قطعہ ارضی) پیدا نہیں کیا جو اس کے نزدیک اس کعبہ سے زیادہ محبوب ہو)۔ [43]

اصحاب اور شاگرد

امام محمد باقرؑ کے زمانے میں معاشرے کے سیاسی حالات کچھ اس طرح سے بدل گئے کہ آپ کو ایک عظیم علمی مجمع تشکیل دینے کا موقع میسر آیا اور آپ نے شریعت کی اقدار کے پابند بے شمار عالم و دانشمند افراد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔

اسی بنا پر جب ہم صدر اول کی تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں امام باقرؑ کی علمی حیات میں آپ کے بہت سے شاگردوں اور عالم اسلام کی ممتاز علمی شخصیات نظر آتی ہیں۔

اس کے باوجود یہ تصور کرنا درست نہیں ہے کہ امام محمد باقرؑ کو ان رکاوٹوں اور ممانعتوں سے آسودہ خاطر تھے جو حکمرانوں کی طرف سے اہل بیتؑ پر مسلط کی جاتی رہی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امام باقرؑ کی زندگی کا ماحول شدت سے تقیہ کا ماحول تھا۔ کیونکہ غیر صالح حکومتوں کے نتیجے میں معرض وجود میں آنے والی معاشرتی صورت حال میں تقیہ ترک کرنا علمی فعالیت سے کنارہ کشی اختیار کرنے اور دین کے اصولی معارف و تعلیمات کی ترویج سے دور رہنے، کے مترادف تھا۔

زمانے کے حالات نے امام باقرؑ نیز امام صادقؑ کو مناسب امکان فراہم کئے جو دوسرے ائمہ طاہرینؑ کو فراہم نہیں ہوئے۔ یہ مناسب حالات اموی حکومت کی بنیادیں سست ہونے کی وجہ سے وجود میں آئے تھے۔ اس زمانے کے سیاسی نظام کا اندرونی بحران حکمرانوں کو سابقہ حکمرانوں کی طرح خاندان رسالت پر دباؤ ڈالنے اور انہیں گوشہ نشینی پر مجبور کرنے کا امکان فراہم نہ تھا۔ ان مناسب حالات میں امام باقرؑ اور امام صادقؑ کو زیادہ سے زیادہ فقہی، تفسیری اور اخلاقی نظریات فقہ و حدیث کی کتب میں اپنے نفیس اور عمدہ ورثے کے طور پر چھوڑنے کا موقع ملا۔

ایسے ہی حالات میں محمد بن مسلم امام محمد باقرؑ سے 30 ہزار حدیثیں [44] نقل کرنے میں کامیاب ہوئے اور جابر جعفی جیسی شخصیت نے 70 ہزار حدیثیں نقل کیں۔ [45]

شیعہ علماء کے نزدیک اسلام کے صدر اول کے فقیہ ترین فقہاء چھ افراد تھے اور وہ سب امام باقرؑ اور امام صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے؛ ان فقہاء کے نام کچھ یوں ہیں:

زرارة ابن اعین

معروف بن خربوذ

ابوبصیر اَسَدی

فضیل بن یسار

محمد بن مسلم

برید بن معاویہ عجلٰی۔ [46]

شیخ طوسی نے اپنی کتاب اختیار معرفة الرجال میں تحریر کیا ہے کہ امام باقرؑ کے ان شاگردوں کی تعداد 462

تھی جنہوں نے آپ سے حدیث نقل کی ہے۔ آپ کے ان شاگردوں میں مرد اور خواتین دونوں شامل ہیں۔

امام محمد باقرؑ کے بعض اصحاب اور شاگردوں کی وثاقت اور اعتبار پر امامیہ اور اہل سنت کا اتفاق ہے اور بعض دیگر کو اپنے گہرے شیعہ رجحانات کی بنا پر اہل سنت کے رجال میں جگہ نہیں دی گئی ہے بلکہ صرف امامیہ کے نزدیک قابل اعتماد اور ثقہ اور معتبر ہیں۔
علما کے اقوال

امام محمد باقرؑ نہ صرف شیعوں کی نظر میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں بلکہ اہل سنت کے نزدیک بھی بے مثل اور منفرد شخصیت کے مالک ہیں۔ ذیل میں بعض علما کے اقوال کے نمونے پیش کئے جارہے ہیں:

ابن حجر ہیتمی رقمطراز ہے: ابو جعفر محمد باقرؑ، [47] نے اس قدر علوم کے پوشیدہ خزانے، احکام کے حقائق اور حکمتوں و لطائف کو آشکار کیا ہے کہ آپ کا یہ کردار سوائے بے بصیرت اور بد سگال عناصر کے، کسی پر بھی پوشیدہ نہیں رہا ہے اسی بنا پر آپ کو باقر العلم (علوم کو شق و شکافتہ والا)، علوم کو جمع کرنے والا اور علم و دانش کا پرچم بلند کرنے والا، کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنی عمر طاعت رب میں گذاری اور عارفین کے مقامات و مراتب میں اس مقام پر فائز ہوئے جس کی توصیف سے بولنے والوں کی زبان قاصر ہے۔ آپ سے سلوک اور معارف میں بہت سے کلمات نقل ہوئے ہیں۔ [48]

عبدالله بن عطا عہد باقری کی نمایاں علمی شخصیت کا کہنا ہے: میں نے کہیں بھی علماء کو اس قدر چھوٹا نہیں پایا جتنا کہ میں نے انہیں ابو جعفر [امام باقرؑ] کی بارگاہ میں چھوٹا پایا۔ [49]

الذہبی امام باقرؑ کے بارے میں رقمطراز ہے: ابو جعفرؑ ان شخصیات میں ہے جنہوں نے علم و عمل، سیادت آقائی اور شرف نیز وثاقت و متانت کو اپنی ذات میں یکجا کر دیا تھا اور خلافت کی اہلیت رکھتے تھے۔ [50]

رسول اللہ کا امام باقر کو سلام

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری (رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا اور انہیں سلام کیا؛ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا:

تم گون ہو؟ - یہ وہ زمانہ تھا جب جابر نابینا ہوچکے تھے۔

میں نے کہا: میں محمد بن علی بن الحسین ہوں۔

کہا: بیٹا میرے قریب آؤ۔

پس میں ان کے قریب گیا اور انہوں نے میرے ہاتھ کا بوسہ لیا اور میرے پاؤں کا بوسہ لینے کے لئے جھک گئے لیکن میں نے انہیں روک لیا۔

اس کے بعد جابر نے کہا: بے شک رسول اللہؐ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔

میں نے کہا: و علی رسول اللہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ؛ لیکن یہ کیسے اے جابر! جابر نے کہا: ایک دفعہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر تھا جب آپؐ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے جابر! مجھے امید ہے کہ تم لمبی عمر پاؤ حتیٰ کہ میرے فرزندوں میں سے ایک مرد کو دیکھ لو جس کا نام محمد بن علی بن الحسین ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس کو نور اور حکمت بخشے گا۔ پس میری طرف سے اس کو سلام پہنچانا۔ (یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۲۸۹)۔

حوالہ جات

- مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۵۵۔
 مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۵۸۔
 قمی رازی، کفایۃ الاثر، ۱۴۰۱ق، ص ۱۴۴-۱۴۵۔
 ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب (ع)، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۲۱۰۔
 مجلسی، جلاء العیون، ۱۳۸۲ش، ص ۸۴۹۔
 یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۲۸۹۔
 مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۵۷۔
 طبری، دلائل الامامة، ص ۲۱۶۔
 اربلی، کشف الغمہ، ۱۴۲۱ق، ج ۲، ص ۸۵۷۔
 طبری، دلائل الإمامہ، ص ۲۱۵؛ طبرسی، إعلام الوری، ج ۱، ص ۴۹۸۔
 مجلسی، بحار، ج ۴۶، ص ۲۱۲۔
 یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ۱۳۷۸ش، ج ۲، ص ۲۸۹۔
 مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۵۸؛ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب (ع)، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۲۱۰۔
 نوبختی، فرق الشیعة، ۱۴۰۴ق، ص ۶۱۔
 ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب (ع)، ۱۳۷۹ق، ج ۲، ص ۲۱۰؛ جعفریان، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، ۱۳۸۳ش، ص ۲۸۶۔
 جعفریان، حیات فکری و سیاسی امامان شیعه، ۱۳۸۳ش، ص ۲۸۶۔
 یعقوبی، تاریخ یعقوبی، ۱۳۷۸ش، ج ۲، ص ۲۸۹۔
 اخبار الدولہ عباسیہ، ۱۳۹۱ق، ص ۲۱۲۔
 مصباح کفعمی، ۶۹۱۔
 طبری، دلائل الامامة، ۱۴۱۳ق، ص ۲۱۶؛ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب (ع)، ۱۳۷۹ق، ج ۴، ص ۲۱۰۔
 شبراوی، الإتحاف بحب الأشراف، ۱۴۲۳ق، ص ۲۸۷۔
 نوبختی، فرق الشیعة، ۱۴۰۴ق، ص ۶۱؛ کلینی، الکافی، ۱۳۸۸ق، ج ۲، ص ۳۷۲؛ مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۵۷ و ۱۵۸؛ طبری، دلائل الامامة، ۱۴۱۳ق، ص ۲۱۶؛ سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، ۱۳۷۶ش، ص ۳۰۶؛ کفعمی، المصباح، ۱۴۱۴ق، ص ۶۹۱۔
 شیخ صدوق، من لا یحضرہ الفقیہ، ۱۴۱۳ق، ج ۱، ص ۱۸۲۔
 مفید، الارشاد، ۱۴۱۳ق، ج ۲، ص ۱۷۶؛ طبرسی، اعلام الوری، ۱۳۷۷ش، ص ۳۷۵۔
 طبرسی، اعلام الوری، ۱۴۱۷ق، ص ۴۸۱۔

طبرسی، اعلام الوری، ۱۴۱۷ق، ص ۴۹۸۔
 قمی رازی، کفایۃ الاثر، ۱۴۰۱ق، ص ۱۴۴-۱۴۵۔
 قمی رازی، کفایۃ الاثر، ۱۴۰۱ھ، ص ۲۳۷۔
 امین، اعیان الشیعہ، ۱۴۰۳ق، ج ۱، ص ۶۵۴۔
 حسینی مازندارانی، العقد المنیر، ۱۳۸۲ش، ج ۱، ص ۷۵۔
 شیخ مفید، وہی ماخذ۔ ۵۰۷۔
 ضحی الاسلام، ج ۱، ص ۳۸۶؛ دراسات و بحوث فی التاریخ و الاسلام، ج ۱، صص ۵۷-۵۶ بحوالہ از جعفریان، حیات
 فکری و سیاسی امامان شیعہ، ص ۲۹۵۔
 شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص ۳۹۔
 شیخ طوسی، التہذیب، ج ۱، ص ۲۴۱؛ بہ نقل از جعفریان، وہی ماخذ، ص ۲۹۹۔
 کلینی، وہی، ج ۶، ص ۲۶۶ و مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۳۵۷۔
 ابن ندیم، الفہرست، ص ۵۹ و شریف القرشی، باقر، حیاۃ الامام محمد الباقر، ج ۱، ص ۱۷۴۔
 گروہ مولفان، پیشوایان ہدایت، ص ۳۲۰۔
 شریف القرشی، باقر، ایضاً، ص ۱۴۰ و ۱۴۱۔
 کلینی، وہی ماخذ، ج ۱، ص ۸۲۔
 کلینی، وہی ماخذ ج ۱، صص ۸۸-۸۹۔
 مؤلفین کی ایک جماعت، پیشوایان ہدایت ج ۷، ص ۳۴۱ تا ۳۴۷۔
 مؤلفین کی ایک جماعت، پیشوایان ہدایت ج ۷ ص ۳۳۰ تا ۳۳۴۔
 مجلسی، بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۳۵۴۔
 مجلسی، بحار ج ۱۱، ص ۸۳۔
 علی محمد علی دخیل، ائمتنا ج ۱، ص ۳۴۷۔
 مناقب، ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۲۱۱۔
 باقر کے لغوی معنی شق کرنے، کھولنے، وسیع کرنے، چیرنے اور پھاڑنے [تشریح کرنے] والے کے ہیں، لوئیس معلوف،
 المنجد فی اللغة، الطبعة ثالث و ثلاثون، مطبوعہ دارالمشرق بیروت۔ لبنان ۱۹۸۶۔
 ابن حجر، الصواعق المحرقة، ص ۲۰۱۔
 سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، ص ۳۳۷؛ علی بن عیسی الاربلی، کشف الغمۃ، ج ۲، ص ۳۲۹۔
 ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۴۰۲۔

مآخذ

ابن اثیر، عزالدین، الکامل فی التاریخ، بیروت، دار صادر، ۱۴۰۲ھ/ق ۱۹۸۲ عیسوی۔
 ابن ندیم، محمد، کتاب الفہرست، ترجمہ محمد رضا تجدد، تہران، چاپخانہ سپہر، چاپ سوم، ۱۳۶۶ ہجری
 شمسی۔

سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، طہران، مکتبۃ نینوی الحدیث، ناصر خسرو۔
 سیوطی، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، تحقیق: محمد محیی الدین عبدالحمید۔
 طبرسی، امین الاسلام، اعلام الوری باعلام الہدی، ترجمہ عزیزاللہ عطاردی، تہران، کتابفروشی اسلامیہ، دوم،

1377 هجرى شمسى.

طبرى، محمد بن جرير، دلائل الامامة، قم، مؤسسة البعثة، الاولى، 1413 هجرى.

مجلسى، بحار الانوار، بيروت، دار احياء التراث العربى، 1403 هجرى.

قمى رازى، ابى القاسم على بن محمد، كفاية الاثر فى النص على الائمة اثنى عشر، قم، مطبعة الخيام، 1401

هجرى.

نوبختى، حسن بن موسى، فرق الشيعة، بيروت، دار الاضواء، 1404 هجرى.

شهر آشوب، ابى جعفر محمد بن على، مناقب آل ابى طالب، انتشارات ذوى القربى، الاولى، 1421 هـ/ق 1379

هجرى شمسى.

ابن حجر بيتى، احمد، الصواعق المحرقة، مكتبة القاهرة، بى تا.

طبرسى، ابى منصور احمد بن على، الاحتجاج، مشهد، نشر المصطفى، 1403 هجرى.

گروه مولفان، پیشوایان هدایت شکافنده علوم حضرت امام باقر، مترجم: کاظم حاتمی طبری، قم، مجمع جهانی

اهل بیت، اول، 1385 هجرى شمسى.